حافظ اور غیر حافظ کی امامت

مولوی احق بالامامت ہے، یا حافظ قرآن:

سوال: عید کی نماز کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا، بعض کہتے تھے کہ عید کی نماز امام صاحب جو ہمیشہ سے پڑھاتے ہیں، پڑھاویں گے اور بعض کہتے تھے کہ عید کی نماز حافظ صاحب پڑھاویں گے، جنہوں نے رمضان شریف میں قرآن تراویح میں سنایا ہے اور کہتے ہیں کہ حافظ کے ہوتے ہوئے امام صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، آخر کار امام صاحب نے نماز پڑھائی اور حافظ صاحب نیت توڑ کر چلے گئے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

تفرقہ مسلمانوں میں بُرا ہے، (۱) نماز حافظ صاحب کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے اور امام صاحب کے پیچھے بھی، نفسانیت بری ہے، جو کوئی نفسانیت سے جماعت سے علیٰحدہ ہوا اور نیت توڑ کر نماز سے چلا گیا، اس نے بُرا کیا اور گنہگار رہا، توبہ کرے اور سب کو باہم اتفاق سے رہنا چاہیے اور اتفاق کے ساتھ امام مقرر کرنا چاہیے۔ (۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۹۱-۹۲)

(۱) ﴿واعتصموا بحبل اللّٰه جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمة اللّٰه عليكم إذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذلك يبين اللّٰه لكم اٰياته لعلكم تهتدون﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۳)

(ترجمہ: اور مضبوط پکڑے رہو اللہ کی رسی کو، جس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو اور آپس میں نا اتفاقی نہ کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے، اس کو یاد کرو، جب کہ تم دشمن تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی، سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم لوگ دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچا لی، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے ہیں تا کہ تم لوگ راہ ہدایت پر قائم رہو۔ انیس)

(۲) بہتر تو یہی ہے کہ متفقہ طور پر امام کا انتخاب ہو تا کہ کوئی اختلاف راہ نہ پا سکے؛ لیکن اگر اختلاف پیدا ہی ہو جائے تو اکثریت پر فیصلہ کیا جانا چاہیے اور پھر سبھوں کو اکثریت کا فیصلہ تسلیم کر لینا چاہیے۔

(فإن استووا يقرع) بين المستويين (أو الخيار إلى القوم) فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم، ولو قدموا غير الأولىٰ أساؤوا بلا إثم۔ (الدر المختار على هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۲، ظفير)

قاعدہ میں عالم احق بالامامت ہے۔

(و الأحق بالإمامة) تقديماً بل نصباً (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار، ظفير) (باب الإمامة، انيس)

حافظ قرآن اور عالم دین میں امامت کس کی زیادہ بہتر:

سوال (۱) زید صرف حافظ قرآن شریف ونوعمر ہے، مگر مسائل سے بالکل ناواقف ہے، یہاں تک کہ ارکان وشرائط ومفسدات نماز ونواقض وضوتک کا بھی علم نہیں ہے اور بکر مولوی قاری متقی، واعظ، خوش الحان سن رسیدہ ہے، اب شاہی مسجد کے لیے جہاں کے مقتدی علما وصوفیا وحفاظ وعوام مسئلہ داں ہوں، کس کو امام مقرر کرنا چاہیے؟

(۲) علما وصوفیا وحفاظ وغیرہم کی نماز زید مذکور کے پیچھے ہوگی، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۵۶۵، معین الدین احمد صاحب (آرہ شاہ آباد) ۲۵/ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ م ۵/مئی ۳۷ء)

الجواب

ظاہر ہے کہ امامت کے لیے مقرر کرنے کے لائق بکر ہے، جو مولوی حافظ قاری متقی ہے، زید سے وہ احق واقدم ہے، زید کے پیچھے نماز تو عالم، حافظ، صوفی سب کی صحیح ہو جائے گی، بشرطیکہ اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو، جو نماز کو فاسد کر دیتی ہے کہ ایسی حالت میں کسی کی نماز بھی نہ ہوگی۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۹۸/۳)

نیک صالح حافظ قرآن امامت کا زیادہ حقدار ہے:

سوال: زید، عمر، بکر تینوں ایک جگہ ملازم ہیں، زید سواروں میں، عمر سپاہیوں میں، بکر ستار بجانے میں، زید حافظ ہے اور طوائف سے پیدا ہوا ہے، پابند صوم وصلوٰۃ ہے، ممنوعاتِ شرعیہ سے بچتا ہے، اخلاق اچھا ہے، عمر کا تلفظ درست نہیں ہے، چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی صحیح نہیں پڑھتا، پابند صوم وصلوٰۃ ہے اور بکر بھی پابند صوم وصلوٰۃ ہے، مگر پیشہ ستار بجانے کا کرتا ہے، قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے، ان تینوں میں مستحق امامت کون ہے؟

الجواب

ان تینوں میں زید احق بالا مامت ہے اور اگر زید نہ ہو اور عمر وبکر موجود ہوں تو بکر اگرچہ فاسق ہے بوجہ پیشہ حرام کے؛ لیکن عمر اگر قرآن پڑھنے میں ایسی غلطی کرتا ہے کہ اس سے نماز فاسد ہو جائے تو بکر کو امام ہونا چاہیے کہ وہ قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے، اگرچہ امامت فاسق کی مکروہ ہے، مگر اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، بخلاف عمر کے کہ اس کے پیچھے نماز فاسد ہونے کا خوف ہے۔ (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۹۴/۳)

(۱-۲) (و الأحق بالإمامة) تقديماً بل نصباً (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۵۲۲/۱، انیس)

حافظ دیندار اور نیم ملا فاسق میں سے احق بالامامۃ کون ہے:

سوال: زید نے بچپن میں کلام مجید حفظ کیا، ہمیشہ تلاوت کرتا ہے اور ماتجوز بہ الصلوٰۃ کو خوب جانتا ہے اور قواعدِ تجوید سے بھی واقف ہے اور نیک صالح ہے، اس کی امامت سے سب نمازی خوش ہیں، اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہ؟ اور عمر مشکوٰۃ، ہدایہ پڑھ کر بھول گیا اور نمازی اس کی امامت سے خوش نہیں اور شطرنج کھیلتا ہے اور اکثر جمعہ کے دن جمعہ چھوڑ کر شکار کو چلا جاتا ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ان دونوں میں اول شخص کی امامت افضل ہے اور دوسرے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ (هكذا في كتب الفقه)(۱)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۹۳)

حافظ مسائل نماز سے ناواقف اور ناظرہ خواں واقف مسائل میں سے لائق امامت کون ہے:

سوال: زید حافظ ہے اور اس کی عورتیں بے پردہ ہیں اور مسائل ضروری سے اچھی طرح واقف نہیں، عمر ناظرہ خواں ہے، قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے اور مسائل ضروری سے بہ نسبت زید کے زیادہ واقف ہے اور اس کی عورتیں پردہ نشین ہیں، اس حالت میں احق امامت کون ہے؟

الجواب

اس حالت میں عمر زیادہ تر لائق امامت کے ہے، اگر چہ زید کے پیچھے بھی نماز صحیح ہے، مگر عمر کے پیچھے (نماز پڑھنا) افضل ہے۔ (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۳/۹۷)

جو مسائل سے ناواقف ہو، اس کی امامت درست ہے، یا نہیں؟

سوال: اگر امام ایسا شخص ہے جو احکام نماز سے پوری طرح واقف نہیں؛ بلکہ مفسدات صلوٰۃ کو بھی نہیں جانتا، اگر اس کی موجودگی میں دوسرا شخص نماز پڑھائے تو امام موصوف کا نمازیوں سے یہ کہنا کہ میری بلا اجازت نماز نہیں ہوئی، کیا حکم رکھتا ہے؟ اور ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے، یا نہیں؟

(۱) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۳، ظفير)

(وكره إمامة العبد)... (والفاسق) لأنه لا يهتم لأمر دينه ولأن في تقدمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، الأحق بالإمامة: ۱/۱۳۴، بولاق القاهرة. انيس)

(۲) (والأحق بالإمامة) تقديماً بل نصبًا (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الإمامة: ۱/۵۲۰، ظفير)

الجواب

یہ قول اس کا کہ ''میری اجازت نہیں تھی، لہٰذا نماز نہیں ہوئی'' غلط ہے،(۱) اور نماز کی امامت کے لیے اعلم بمسائل الصلوٰۃ اولیٰ واحق ہے؛ لیکن نماز غیر عالم کے پیچھے بھی صحیح ہے، بشرطیکہ اس سے کوئی امر مفسد صلوٰۃ سرزد نہ ہو۔(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۲۴۳/۳)

مسائل سے ناواقف غیر دیندار کی امامت کیسی ہے:

سوال: ایک شخص ہماری مسجد میں امام مقرر ہے؛ لیکن کچھ دیندار آدمی نہیں اور نہ مسائل وضو، نماز و امامت سے پورا واقف اور نہ قرآن شریف صحیح پڑھتا ہے اور نماز میں امیر وغریب میں فرق کرتا ہے؛ یعنی امیروں کے انتظار میں دیر کر دیتا ہے اور غریبوں کو حقیر جانتا ہے اور تمبا کو کی دوکان بھی کرتا ہے؛ اس لیے کپڑے بھی خراب رہتے ہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث شریف میں ہے:

''صلوا خلف کل بر وفاجر''. (الحدیث) (۳) (یعنی! ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھو۔)

اور نیز تصریحات فقہا سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نیک وبد کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؛ لیکن افضل امامت کے لیے وہ شخص ہے، جو مسائل نماز سے واقف ہو اور قرآن شریف صحیح پڑھتا ہو، منہیات شرعیہ سے باز رہتا ہو، متقی و پرہیزگار ہو۔(۴)

---

(۱) (و) اعلم أن (صاحب البیت) ومثله إمام المسجد الراتب (أولٰی بالإمامة من غیره) مطلقاً (إلا أن یکون معه سلطان أو قاض فیقدم علیه) لعموم ولایتهما، وصرح الحدادی بتقدیم الوالی علی الراتب. (الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۲/۱، ظفیر)

(۲) (والأحق بالإمامة) تقدیماً بل نصباً (الأعلم بأحکام الصلاة) فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۰/۱، ظفیر)

(۳) غنیة المستملی، ص: ۳۵۱، ظفیر (فصل فی الإمامة وفیها مباحث، الرابع فی الأولٰی بالإمامة/ والحدیث أخرجه الدارقطنی فی سننه، باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة علیه (ح: ۱۷٦۸) انیس)

عن أبی هریرة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الصلاة المکتوبة واجبة خلف کل مسلم براً کان أو فاجراً وإن عمل الکبائر. (سنن أبی داؤد، باب إمامة البر والفاجر (ح: ۵۹٤) انیس)

(۴) (والأحق بالإمامة) تقدیماً بل نصباً (الأعلم بأحکام الصلاة) فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض. (الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۲۰/۱، ظفیر)

پس حتی الوسع ایسے امام کو مقرر کریں اور جب تک ایسا نہ ملے، اسی موجودہ امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہیں کہ نماز اس کے پیچھے بھی ہو جاتی ہے اور جو اقوال و افعال اس سے خلاف شریعت صادر ہوئے ہوں، اس سے توبہ کرا لیں۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲۳۵/۳)

مسائل سے ناواقف اور جھوٹ بولنے والے حافظ کی امامت کا حکم:

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے اور حافظ ہے؛ لیکن نماز کے مسائل ضروریہ سے اچھی طرح واقف نہیں ہے، جھوٹ بولنے سے پرہیز نہیں، آمدنی میں حلال و حرام، جائز و ناجائز کا خیال نہیں، ایسے شخص کو امام مقرر کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(المستفتی: ۲۰۲۹، شیخ حاجی مینگو محمد مصطفیٰ سلطانپور (اودھ) ۱۱ر رمضان ۱۳۵۶ھ، م ۱۶ر نومبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

دوسرا اچھا امام جو مسائل سے واقف ہو اور متقی پرہیز گار ہو، پیدا (تلاش) کر کے اس کو مقرر کرنا چاہیے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۱۰۵/۳)

امام کو قرآن کم یاد ہو:

سوال: امام تین سال سے ایک مسجد میں امامت کر رہا ہے اور قرآن مجید کی یادداشت کمزور ہونے کی وجہ سے تراویح نہ سناتا ہے تو کیا ایسے امام کا امامت کرنا درست ہے، یا نہیں؟

هو المصوب

اگر بقدر قرأت نماز قرآن یاد ہے تو اس کی امامت درست ہے۔ (۲) امامت درست ہونے کے لیے پورا قرآن یاد رہنا شرط نہیں ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۷۲/۲)

---

(۱) (والأحق بالإمامة) تقديمًا، بل نصبًا (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتناب الفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۷/۱)

(۲) الأولٰى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة... هٰذا إذا علم من القراءة قدر ما تقوم به سنة القراءة. (الفتاویٰ الهندية: ۸۳/۱) (الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة، انيس)

عن مرثد بن أبي مرثد الغنوي وكان بدريا قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سركم أن تقبل صلاتكم فليؤمكم خياركم، الخ. (المعجم الكبير للطبراني، ماأسند مرثد بن أبي مرثد الغنوي (ح: ۷۷۷) انيس)

نماز کے مسائل سے ناواقف حافظ کی امامت کا شرعی حکم:

سوال: ایک صرف حافظ قرآن ہے اور وہ نماز کے مسائل سے بالکل کورا ہے، نہ واجبات کا علم ہے، نہ فرائض کا علم، تو اس کو امام بنانا جائز ہے کہ نہیں؟ جبکہ اس حافظ سے آدھے نمازی (مقتدی) مسائل کے نہ جاننے کی وجہ سے کافی متنفر ہیں، مگر مسجد کمیٹی والے یہ کہتے ہیں کہ کام چلتا رہے، ہم کو کسی عالم کی ضرورت نہیں، برائے کرم قرآن اور سنت اور فقہ حنفی کی رو سے دلائل دے کر جوابات عنایت فرمائیں؟

الجواب

جو شخص نماز کے ضروری مسائل سے بھی ناواقف ہو، اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس کا وبال انتظامیہ پر ہے۔(۱)(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۴۴۷)

حافظ وقاری میں سے امامت کے لیے قاری کو ترجیح دیجائے:

سوال: ایک امام صاحب کا لڑکا حافظِ قرآن مع قرأت سند یافتہ ہے، دوسرے حافظ صاحب سادہ لوح بچوں کے درس وتدریس کے لیے متعین ہیں، نیز دو کا ندار ہیں اور گناہ بے لذت کا شکار ہیں، دونوں میں سے کس کو تراویح کا امام مقرر کیا جائے؟

الجواب

اگر مسائل نماز کے متعلق دونوں کی قابلیت مساوی ہے تو سند یافتہ قاری قابل ترجیح ہے، حافظ محض سے، نیز حافظ محض کا مبتلائے معصیت ہونا بھی اس کے مرجوح ہونے کی قوی دلیل ہے۔

"(والأحق بالإمامة) تقديمًا بل نصبًا (الأعلم بأحكام الصلاة)إلخ.ثم الأحسن تلاوة) وتجويدًا أفاد بذلك أن معنٰى قولهم أقرأ:أي أجود،لاأكثرهم حفظًا،إلخ،ومعنى الحسن فى التلاوة أن يكون عالمًا بكيفية الحروف والوقف ومايتعلق بها،آه.(ردالمحتار: ١/٥٢١)(۲)فقط والله أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان، ۱۸/۱۰/۱۳۹۷ھ

الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، صدر مفتی۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۳۸۳-۳۸۴)

---

(۱) ويكره تقديم العبد؛لأنه لايتفرغ للتعلم والأعرابى؛لأن الغالب فيهم الجهل. (فتح القدير شرح الهداية: ١/٢٤٧) (كتاب الصلاة، باب الإمامة،انيس)

(۲) كتاب الصلاة،باب الإمامة،مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد ،انيس

صاحب علم کے ہوتے ہوئے چند پاروں کے حافظ کی اقتدا:

سوال: ایک شخص چند پاروں کا حافظ ہے، صاحب علم کے ہوتے ہوئے وہ امامت کا حقدار ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

امامت کے لیے مستقبل علوم دینیہ سے فراغت ضروری نہیں، جب قرأت پر قدرت رکھنے کے بعد نماز کے مسائل سے واقف ہوتو عالم دین کے ہوتے ہوئے اس کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ عالم دین امامت کرائیں، بشرطیکہ موصوف حافظ مسجد کا مستقل امام نہ ہو۔

قال ابن عابدين: وشروط الإمام للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الأعذار كالرعاف والفأفأة والتمتمة واللثغ. (رد المحتار على الدر المختار، باب الإمامة: ۱/ ۵۵۰)(۱)(فتاویٰ حقانیہ: ۳/ ۱۵۲)

مشکوٰۃ کے طالب علم کے ہوتے ہوئے ایک حافظ غیر نمازی کا امامت کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندجہ ذیل مسائل میں!

(۱) ایک صاحب حافظ ہیں، جو کہ درزی کا کام کرتے ہیں اور تارک جماعت بالکل ہیں؛ یعنی ہفتے کے ہفتے بھی جماعت سے نماز ادا نہیں کرتے ہیں اور وہ سنیما بینی کے بھی شکار ہیں؛ لیکن کثرت سے نہیں؛ بلکہ مہینے مہینے کے بعد اور دوسرا شخص ایک دار العلوم کا طالب علم موجود ہے تو ان دونوں شخصوں میں سے نماز جمعہ پڑھانے؛ یعنی حق الامامت کس کو پہنچتا ہے، اگر حافظ نے نماز پڑھا، یا تو نماز ادا ہوگی کہ یا نہیں؟ اور طالب علم دار العلوم کیا کہنے کا حق رکھتا ہے، یا کہ نہیں؟ یا دار العلوم کا وہ طالب علم موجود نہیں ہے؛ بلکہ حافظ صاحب کے مقابلہ میں دوسرا شخص موجود ہے اور جو کہ نماز اور ان کے فرائض وغیرہ سے واقف ہے اور نماز وغیرہ کا بہت ہی پابند ہے اور وہ امام صاحب کے نماز اور ان کے فرائض وغیرہ سے واقف ہے اور یہ نماز کا بھی بہت پابند ہے اور وہ امام کے نہ رہنے پر نماز بھی عام طور پر پڑھاتا ہے اور کوئی چیز قابل اعتراض نہیں ہے؟

---

(۱) قال الشرنبلالي: شروط صحة الإمامة للرجال الاصحاء ستة أشياء: الإسلام وهو شرط عام فلا تصح إمامة منكر البعث أو خلافة الصديق رضى الله تعالىٰ عنه أو صحبته أو يسبّ الشيخين أو ينكر الشفاعة أو نحو ذلك من يظهر الإسلام مع ظهور صفته المكفرة له (والبلوغ)؛ لأن صلوٰة الصبى نفل ونفله لايلزمه (والعقل) لعدم صحة صلاته بعدمه كالسكران (والذكورة) خرج به المرأة للأمر بتأخيرهن والخنثى امرأة فلا يقتدى به غيرها (والقراءة) بحفظ اٰية تصح بها الصلاة على الخلاف (و) السادس (السلامة من الأعذار) فإن المعذور صلاته ضرورية فلا يصح اقتداء غيره به. (مراقى الفلاح علىٰ حاشية الطحطاوى، باب الإمامة: ١٥٦)

الجواب ــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

ایسے شخص کے مقابلہ میں جو سنیما دیکھتا ہو نماز قضا تک کرتا ہو؛ بلکہ محض کبھی کبھی پڑھ لیتا ہو، وہ شخص جو مشکوٰۃ شریف وغیرہ تک پڑھ چکا ہو، مسائل نماز و امامت سے واقف ہو اور اہلیت امامت کی رکھتا ہو، امامت کا زیادہ مستحق ہے، خواہ دارالعلوم میں پڑھتا ہو، یا کسی اور جگہ، لہٰذا ایسے موقعہ میں جمعہ کا امام بھی اسی کو بنانا چاہیے جو موقوف علیہ دورۂ کا طالب علم ہو اور شرائط امامت اس میں پائی جاتی ہوں؛ لیکن اس کے باوجود اگر اول الذکر شخص نماز پڑھاوے گا اور مایجوز بالصلاۃ پورا ہو جائے گا تو نماز بکراہت ادا ہو جاوے گی، لہٰذا طالب علم مذکور کو یہ تو نہ کہنا چاہیے کہ تم نماز نہیں پڑھا سکتے؛ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ آپ کی امامت ایسے وقت میں مسنون نہیں ہے اور عند الشرع مذموم ہے اور خاص کر اپنی امامت کی خاطر تو ایسا کہنا کہ تم نہیں پڑھا سکتے اور بھی زیبا نہیں ہے، اس گفتگو سے سوال کا جواب بالکل واضح ہو گیا۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۱۳۸۸/۳/۲۸ھ۔
الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ: ۱۹۹/۵-۲۰۰)

ناظرہ خواں کے پیچھے عالم کی نماز:

سوال: امام مسجد جو ناظرہ خواں اور نہایت نمازی ہے، بوقت مغرب نماز پڑھا رہا تھا، ایک رکعت ہو گئی تھی، اتنے میں ایک عالم آ گئے، انہوں نے امام سے زبردستی نیت تڑوا کر خود نماز پڑھائی، اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

یہ فعل اس مولوی کا نہایت قبیح اور معصیت ہے، وہ سخت گنہگار ہوا، کوئی وجہ بظاہر ایسی معلوم نہیں ہوتی کہ فرض نماز امام اور مقتدیوں کی تڑوائی جاوے، شاید اس کو یہ خیال ہو کہ ناظرہ خواں کے پیچھے عالم کی نماز نہیں ہوتی، حالاں کہ یہ غلط ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۵۲/۳)

مکمل ناظرہ اور دو پارے حفظ کئے ہوئے غیر عالم کی امامت کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ!
ایک شخص جو پرہیز گار ہو، قرآن مجید مکمل صحیح تلفظ کے ساتھ ناظرہ پڑھا ہوا ہو، تقریباً دو پارے کا حافظ بھی ہو، عالم نہ

(۱) (و)اعلم أن(صاحب البيت)ومثله إمام المسجد الراتب(أولىٰ بالإمامة من غيره)مطلقاً.(الدرالمختار)
أى وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه.(ردالمحتار،باب الإمامة : ۵۲۲/۱،ظفير)(مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد،انيس)

ہو، نہ بہترین خطیب ہو اور نہ ہی حافظ؛ لیکن گاؤں کے اکثر لوگ اسے اپنی مسجد کا امام رکھنا چاہتے ہوں تو کیا وہ امام مسجد بننے، نماز پنجگانہ، نماز جمعہ اور نماز عیدین پڑھانے کا اہل ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر امام صاحب متقی و پرہیز گار ہیں، نماز اور امامت کے مسائل سے واقف ہیں، قرآن مجید صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اکثر مقتدی ان کی امامت سے راضی ہیں تو شرعاً ان کی امامت نماز پنجگانہ اور جمعہ وعیدین وغیرہ میں بلاشبہ جائز ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۱۳۶/۲ و ۱۳۷)

تراویح میں پختہ حفظ والے کو امام بنایا جائے:

سوال: دو حافظ ہیں اور دونوں متقی ہیں، ان میں سے ایک صاحب کو تو رمضان میں محراب سناتے وقت بہت زیادہ متشابہ لگتے ہیں اور دوسرے صاحب کو کم بہت کم، جن صاحب کو متشابہ زیادہ لگتے ہیں، وہ بقدر ضرورت علم صرف ونحو وفارسی اور مسائل دینیہ سے اچھے واقف ہیں اور پیشہ سلائی کا کرتے ہیں اور جن صاحب کو متشابہ کم لگتے ہیں، وہ حافظہ کے علاوہ مسائل دینیہ سے ناواقف ہیں اور قوم کے مراثی ہیں؛ مگر اپنے حرام پیشے سے تائب ہیں، ان دونوں میں سے جامع مسجد کی پنجگانہ امامت کے لیے کس کو مقرر کیا جائے؟

(المستفتی: ۹۵، حافظ رحیم بخش صاحب متھرا، ۹ر رجب ۱۳۵۲ھ، ۳۰ر اکتوبر ۱۹۳۳ء)

الجواب

پنجگانہ نماز کی امامت کے لیے جو صاحب مسائل سے زیادہ واقف ہیں، ان کو مقرر کرنا بہتر ہے، البتہ تراویح میں قرآن مجید سنانے کے لیے ایسے حافظ کو ترجیح دی جائے تو مضائقہ نہیں، جس کو قرآن مجید خوب یاد ہے اور بقدر ضرورت مسائل سے بھی واقف ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۸۱/۳)

---

(۱) قال أبو جعفر: (أحق القوم بالإمامة أقرؤهم لكتاب الله عزوجل وأعلمهم بالسنة فإن كانوا في ذلک سواء فأورعهم فإن كانوا في ذلک سواء فأكبرهم سنا) قال أبوبكر: وذلک لما روى أوس بن ضمعج عن أبي مسعود الأنصاري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله عزوجل فإن كانوا في القراءة سواء فأعلمهم بالسنة فإن كانوا في السنة سواء فأقدمهم هجرة فإن كانوا في الهجرة سواء فأقدمهم سنا وإنمالم يشترط أصحابنا الهجرة لأن المهاجرين انقرضوا قبل عصرهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا هجرة بعدالفتح. (شرح مختصر الطحاوي، باب الإمامة: ۲/۶۲-۶۳، دار البشائر الإسلامية. انيس)

(۲) (والأحق بالامامة)... (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحةً وفساداً، إلخ. (الدر المختار مع ردالمحتار: ۲/۲۹٤)

تراویح میں قرآن سنانے کی اجرت دینا اور لینا جائز ہے یا نہیں جبکہ عوامی چندہ کر کے ہو:

سوال (۱) قصبہ کلیانہ میں مدرسہ اشاعت العلوم عرصہ ۲۰-۲۲ رسال سے جاری ہے اور طلبائے عربی تعلیم پاتے ہیں، طلبا کی تعلیم کے لیے ایک مولوی صاحب بشرح ۲۰ روپے ماہوار اور دوسرے قاری صاحب جو حافظ بھی ہیں، بشرح ۲۰ روپے ماہوار اور تیسرے حافظ صاحب بشرح پندرہ روپے ماہوار ملازم ہیں، ہمیشہ رمضان المبارک میں یہ صاحب قرآن مجید تراویح میں سناتے ہیں اور اہل محلّہ سے چندہ باثر آدمی وصول کر کے اجرت دیتے ہیں، شرعا چندہ دینا ان اشخاص کو اور اجرت لینا ان صاحبوں کو جائز ہے، یا نہیں؟

تنخواہ دار کی امامت شرعا درست ہے یا نہیں:

(۲) اور مسجدوں میں امام مقرر ہیں، ایک مسجد میں امام صاحب رحم علی شاہ مقرر ہیں اور وہی مدرسہ میں بہ زمرۂ چپراسیاں ملازم ہیں اور پانچ روپے ماہوار مدرسہ سے اور دو روپے ماہوار اہل محلّہ دیتے ہیں، ان کو بھی چندہ بموجب فقرہ (۱) دیا جاتا ہے، وہ شرعا جائز ہے، یا نہیں؟

(۳) ایک مسجد میں امام صاحب عبدالرحیم شاہ مقرر ہیں، ان کو اہل محلّہ تین روپے ماہوار دیتے ہیں اور وہ ملازم نہیں ہیں، ایک اور دوکان بساط خانہ وغیرہ کی ہے، اس میں ان کا بھی حصہ حق یعنی چہارم حصہ ہے، ان کو بھی (فقرہ:۱) کے بموجب دینا جائز ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۲۰۶۰، سر بلند خاں کلیانہ (ریاست جیند) ۱۶ر رمضان ۱۳۵۶ھ، مطابق ۲۱ر نومبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے، (۱) مگر تراویح میں قرآن مجید سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے، اگر امام مطالبہ نہ کرے اور لوگ خود کچھ رقم جمع کر کے اسے دے دیں تو یہ مباح ہے، بشرطیکہ اس کی طرف سے مطالبہ اور خواہش نہ ہو اور نہ ملے تو ناراض بھی نہ ہو۔ (۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۳/۱۰۷-۱۰۸)

---

(۱) قال في الهداية : وبعض مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ استحسنوا الاستئجار علىٰ تعليم القرآن اليوم لظهور التواني في الأمور الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوىٰ ... وزاد في مختصر الوقاية ومتن الاصلاح تعليم الفقه وزاد في متن المجمع الإمامة ومثله في متن الملتقي ودرر البحار .(ردالمحتار، كتاب الإجارة: ٥/٥٥)

(۲) ويفتىٰ اليوم بصحتها ليعلم القرآن والفقه والإمامة والأذان، إلخ .(الدرالمختار، كتاب الإجارة، مطلب في الاستيجات على الطاعات: ٦/٥٥)

علم تجوید سے ناواقف حافظ کو امام مقرر کرنے کا حکم:

سوال: مکرمی جناب مولوی صاحب عرض ہے کہ ایک شخص ہے جو کہ اپنے آپ کو حافظ کہتا ہے اور قرآن کریم کبھی بھی آج تک رمضان شریف میں سنایا نہیں ہے اور امام بننے کا شوق ہے اور قرأت جو پڑھتا ہے تو وہ الف، عین، ھمزہ، ان تینوں حرفوں کی ادائیگی میں صرف الف ظاہر کرتا ہے اور ت، ط ان دونوں حرفوں کو ت ادا کرتا ہے اور ث، س، ش، ص ان چاروں حرفوں کو صرف چھوٹا سین پڑھے گا اور آگے خ، ذ ز، ظ ان چاروں حرفوں کو خ سے ادا کرے گا اور ک، ق کا چھوٹا کاف ادا کرے گا اور ض، د میں سے صرف د ظاہر کرتا ہے، برائے کرم فرمایئے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے، یا نہیں؛ یعنی مقتدیوں کی نماز ہو سکتی ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

ایسے شخص کو لازم ہے کہ قرآن مجید کو سیکھے علم تجوید جس کے ذریعہ سے حروف کو مخارج سے ادا کرنا اور صفات کے ساتھ پڑھنا معلوم ہوتا ہے، حاصل کرے۔(۱) کسی اچھے قاری کے پاس مشق کرے، جب تک وہ ایسا نہ کرے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی، اس کو مستقل طور پر امام مقرر کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/۱۸۵)

حافظ قرآن ناظرہ خواں امام سے افضل ہے:

سوال: پیش امام حافظ قیامت کے دن مقتدیوں کی خدا سے بخشش کرائے گا۔ ایسی کوئی حدیث ہے یا نہیں؟ اور ناظرہ پیش امام سے حافظ پیش امام کی بزرگی ہے، یا نہیں؟

(نظیر الدین امیر الدین (املیز ضلع مشرقی خاندیس)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

حافظ قرآن ناظرہ خواں سے افضل ہے،(۲) بشرطیکہ اعمال صالحہ دونوں کے یکساں ہوں، نیک لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بخشے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے مقبول ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت کر سکیں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۳/۱۲۲)

---

(۱) ﴿ورتل القرآن ترتیلا﴾ (سورة المزمل: ٤) (والأخذ بالتجويد حتم لازم)... ثم هذا العلم لاخلاف فی أنه فرض كفاية والعمل به فرض عين فی الجملة على صاحب كل قراءة ورواية ولو كانت القراءة سنة وأما دقائق التجويد على ما سيأتی بيانه فإنما هو من مستحسناته فالأظهر أن المراد بالحتم هنا أيضا الوجوب الإصطلاحی المشتمل على بعض أفراد من الوجوب الشرعی لا الجمع بين الحقيقة والمجاز واستعمال المعنيين بالاشتراک كما ذهب إليه الشراح من الشافعية. (المنح الفكرية، حد التجويد وحكمه: ١١٢، دار الغوثانی للدراسات الإسلامية دمشق. انيس)

(۲) عن إسماعيل بن رجاء قال سمعت أوس بن ضمعج يقول: سمعت أبا مسعود رضی الله عنه يقول: ==

ناظرہ خواں یا ناخواندہ کی حافظ قرآن کا امامت کرنا:

(الجمعیۃ، مورخہ ۲۶؍فروری ۱۹۲۸ء)

سوال: ناظرہ خوان، یا ناخواندہ امام کے پیچھے حافظ قرآن کی نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

ناظرہ خواں یا ناخواندہ امام جب کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اور مفسدات نماز کا ارتکاب نہ کرتا ہو، اس کے پیچھے حافظ اور عالم کی نماز بھی ہو جاتی ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۲۷/۳)

☆☆☆

== قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله وأقدمهم قراءة فإن كانت قراءتهم سواء فليؤم أقدمهم هجرة فإن كانوا في الهجرة سواء فليوم أكبرهم سنا. (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد من أحق بالإمامة: ۲۳٦/۱) (انيس)

(عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ليؤذن لكم خياركم وليؤمكم قراءكم. (سنن أبى داؤد، كتاب الصلاة، باب من أحق بالإمامة؟ رقم الحديث: ۵۹۰، ص: ۸۷، بيت الأفكار، انيس)

(قال في التاتارخانية: "ولو أن رجلين في الفقه والصلاح سواءً إلا أن أحدهما أقرأ فقدم القوم الآخر فقد اساء و ا وتركوا السنة". (الدر المختار: باب الامامة: ۵۵۹/۱) (دار الفكر بيروت. انيس)

(۱) عن إسماعيل بن رجاء قال سمعت أوس بن ضمح يقول: سمعت أبامسعود رضى الله عنه يقول: قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: يؤم القوم أقرأهم لكتاب الله وأقدمهم قراءة... (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، باب من أحق بالإمامة: ۲۳٦/۱. كذا في ردالمحتار: باب الإمامة: ۵۵۹/۱)